معارفِ عبیداللّٰہی

(۴)

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی سے متعلق تصانیف، کتابیات اور تفسیری افادات و امالی پر مشتمل کتب و رسائل کے تعارف پر "معارفِ عبیداللہی" کے عنوان سے ایک سلسلۂ مضامین الولی کے شمارہ بابت جولائی/اگست و ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۲ء اور جنوری/فروری ۱۹۸۳ء میں نکل چکا ہے۔ اس مدت میں چند کتابیں اور شائع ہوئی ہیں۔ ان کا تعارف ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ا۔ س۔ ش)

تفسیر المقام المحمود: از مولانا عبیداللہ سندھی

جامع: مولانا عبداللہ لغاری۔ محقق: ڈاکٹر منیر احمد مغل

صفحات: ۲۲۰+۲۳۲م، اشاعت اول ۱۹۸۶ء مطبوع بلا معاوضہ ناشر: مکتبہ رشیدیہ لاہور

سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی تفسیر پر مشتمل وہ مقالہ ہے جس کی تدوین پر منیر احمد مغل کو سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد) سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا ہوئی ہے۔

فاضل محقق نے اسے انگریزی اور اردو میں بیک وقت مرتب کیا ہے۔ تدوین میں محقق کے سامنے مولانا عبداللہ لغاری کی جمع کردہ تفسیر ہی ہے۔

مولانا سندھی مرحوم کی تفسیر کے خصائص وہی ہیں جو مختلف تفسیری کتابوں اور الہام الرحمٰن کے مقدمہ میں لکھ چکا ہوں۔ لیکن متن کی صحت، حواشی کے التزام وغیرہ کا جو اہتمام ڈاکٹر منیر احمد مغل نے کیا ہے، وہ کسی اور تفسیر میں نہیں۔ مولانا سندھی مرحوم کی پوری تفسیر اگر صحت کے اسی اہتمام، حواشی کے التزام اور علاوہ مولانا عبداللہ مرحوم کے امالی اور دوسرے تفسیری کتابچوں کے تقابلی مطالعے کے ساتھ مدوّن کر دی جائے

تو یہ بہت بڑا علمی کارنامہ ہوگا ۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے ۔

تفسیر کے شروع میں مندرجہ ذیل تحریریں شامل ہیں :

گذارش احوال واقعی (محمد الرشید الرشد)، تقدیم (مولانا سعید احمد اکبر آبادی)، (چند اقتباسات از تحریر مولانا سعید الرحمٰن علوی)، تشکر (میر احمد مغل)، مقدمہ (مولانا عبید اللہ سندھی، ان کے حالات زندگی اور تبحر علمی) از میر احمد مغل، تفسیر کی اہمیت (ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ) اور تفسیر کے جامع مولانا عبداللہ لغاری کے حالات (میر احمد مغل)

الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن : از مولانا عبیداللہ سندھی

۱۔ جلد اول، سورۂ فاتحہ تا سورۂ مائدہ

جامع (عربی)، مولانا علامہ موسیٰ جار اللہ، مترجم (اردو) مولانا عبدالرزاق و مولانا محمد قاسم

صفحات: ۲۲+ ۴۶ + ۴۷۲ + ۴، اشاعت اول ۱۹۷۷ء، مطبع : مسعود پرنٹرز، لاہور

ناشر: ادارہ بیت الحکمت للامام ولی اللہ الدہلوی، کبیر والا (ضلع ملتان)

علامہ موسیٰ جار اللہ کے مقدمہ و سورۂ فاتحہ کا ترجمہ محمد قاسم نے اور سورۂ بقرہ تا مائدہ کا ترجمہ مولانا عبدالرزاق نے کیا ہے ۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کی تفسیر کی خصوصیات معلوم و مشہور ہیں اور تفسیری مجموعوں اور کتابوں کے ضمن میں ان کی وضاحت کی جا چکی ہے ۔ تفسیر کے ساتھ مندرجہ ذیل تحریریں بھی شامل ہیں۔ ان میں مولانا سندھی مرحوم کے فکری اور ان کی تفسیر کے خصائص پر نہیز حاصل بحث آگئی ہے ۔

عرض ناشر (از مولانا ابو معاویہ عبید اللہی)، پیش لفظ و مقدمہ (از علامہ موسیٰ جار اللہ)

۲۔ جلد دوم، سورہ انعام تا سورہ توبہ

جامع (عربی) مولانا علامہ موسیٰ جار اللہ، ترجمہ (اردو) مولانا محمد قاسم

صفحات: اشاعت اول: مطبع :

ناشر: ادارہ بیت الحکمت للامام ولی اللہ الدہلوی، کبیر والا ۔ (ضلع ملتان)

الہام الرحمٰن فی تفسیر الہام الرحمٰن از مولانا عبیداللہ سندھی

جامع : علامہ موسیٰ جار اللہ، مترجم: (اردو) مولانا ابو العلاء محمد اسمٰعیل گودھروی ۔

سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی اصل عربی مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی صاحب الہام الرحمٰن کے نام سے ترتیب کرکے بیت الحکمت کراچی سے شائع کر چکے ہیں۔ یہ تفسیر اس کا اردو ترجمہ ہے جو جنوری ۱۹۸۰ء سے ماہنامہ الولی (حیدرآباد، سندھ) میں مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اس وقت ستمبر ۱۹۹۱ء کا شمارہ پیش نظر ہے۔ سورۂ بقرہ کی ۲۱۰ آیتوں کی تفسیر چھپ چکی ہے۔

مترجم اردو مولانا ابوالعلا محمد اسمٰعیل گودھروی خاندان ولی اللّٰہی کے علوم و معارف سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں، "ولی اللہ" کے عنوان سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سوانح حیات میں ایک کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے، شاہ صاحب کی مشہور تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کا اردو ترجمہ شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی سے ۱۹۳۶ء میں مکہ مکرمہ میں ملاقات کی تھی۔ وہ مولانا سندھی کے علم و فضل سے بہت متاثر اور ان کے معتقد ہیں۔۔ الہام الرحمٰن کا یہ اردو ترجمہ ان کے تاثر اور عقیدت کا بین ثبوت ہے۔

(۱) مولانا عبیداللہ سندھی کا افتتاحی خطبہ

صفحات: ۲۴، اشاعت (اول): جنوری ۱۹۴۳ء ہندی، مطبع: الجہاد لیتھو پریس، کراچی
ناشر: جنا رزیدار سندھ ساگر پارٹی، کراچی۔

مولانا سندھی مرحوم کا یہ وہ خطبہ ہے جو مولانا نے ضلع کانگریس کمیٹی کی ٹھٹھہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں ۱۳ر جنوری ۱۹۴۰ء کو پڑھا تھا۔ اس خطبے میں سب سے پہلے مولانا نے کانفرنس کا انتظام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا اور اس سلسلے میں اپنی خوشی کے تین اسباب بیان فرمائے۔

۱۔ مجھے سندھ سے محبت ہے۔ یہ میرے دینی باپ کا وطن ہے۔ میں نے اسے پچاس سال سے اپنا وطن بنالیا ہے۔ اس زمین کو سیراب کرنے والے دریا کی ہماری مذہبی کتابوں میں تقدیس کی گئی ہے میں نے اس کے کنارے پر بچپن سے پرورش پائی ہے۔

۲۔ مجھے اس شہر (ٹھٹھہ) سے محبت ہے۔ اس میں مقدس علماء و عارفین کا بڑا مجمع رہا ہے۔ آخری زمانے میں مخدوم محمد معین کا گھر اس شہر میں تھا وہ شاہ عبداللطیف کے ہم صحبت بزرگ تھے اور انھوں نے ہمارے امام ولی اللہ دہلوی سے استفادہ کیا تھا۔ اس طرح یہ شہر ہماری حکمت کا ابتداء سے معدن ہے۔

۳۔ مجھے نیشنل کانگریس سے محبت ہے چوں کہ دنیا کی نظر میں وہ ہمارے ملک کی معزز سیاسی مجلس ہے

ہیں سولہ سترہ برس کانگریس میں کام کرتا رہا ہوں اس کا ناظم ہونے کے نام سے مجھے بہت فائدے پہنچے ہیں میں اس سیاست کا مطالعہ کر سکا، جس کے بعد مجھے امام ولی اللہ کی حکمت اور قرآن مجید سمجھنے میں آسانی ہوئی۔ خوشی کے ان اسباب کے تذکرے کے بعد مولانا نے اس خطبے میں اپنی زندگی کے سیاسی تجربات اور مطالعے کو بیان کیا ہے اور اس مطالعے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

- **پہلا حصہ:** مولانا کے اسلام قبول فرمانے سے لے کر ہندوستان چھوڑنے (۱۹۱۵ء) تک کے مطالعے اور تجربے کے تذکار پر مشتمل ہے۔ مولانا نے اس میں اپنے اسلام لانے کے پس منظر سے لے کر حضرت شیخ الہند کی زیر نگرانی سیاسی کاموں کے آغاز اور سفر کابل کے حکم اور اس کی مصلحت پر روشنی ڈالی ہے۔ (صفحہ ۴ تا ۸)

- **دوسرا حصہ:** مولانا سندھی کے سفر کابل کے تذکرے سے شروع ہوتا ہے اور افغانستان کے قیام، روس کے سفر، ماسکو میں کمیونسٹ پارٹی کے صف اوّل کے لیڈروں سے ملاقاتوں، ترکی کے سفر و قیام، مکہ معظمہ کے قیام و مشاغل کے تذکرے اور تجربات کے بیان پر اس وقت ختم ہوتا ہے جب مولانا مارچ ۱۹۳۹ء میں وطن واپس تشریف لائے۔ مولانا کی زندگی کا یہ بہت اہم حصہ ہے اور شاید سیاسی زندگی کے طویل ترین دور تقریباً چوبیس برس پر محیط ہے (صفحہ ۸ تا ۱۲)

- **تیسرا حصہ:** مولانا کے وطن واپس آنے (مارچ ۱۹۳۹ء) سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا سندھی نے ۱۹۱۵ء میں ملکی سیاسیات کو جس مقام پر چھوڑا تھا اب حالات بالکل مختلف تھے اور قدیم سیاسیات کی جگہ بالکل نئی سیاسیات پیدا ہو چکی تھیں۔ اگرچہ مارچ ۱۹۳۹ء سے جنوری ۱۹۴۰ء تک بہت مختصر زمانہ ہے نہ صرف ایک نیا ہندوستان جنم لے چکا تھا بلکہ حالات میں بہت تیزی کے ساتھ ہر روز نئی تبدیلیاں واقع ہو رہی تھیں۔ لیکن اس دور میں مولانا کے پاس ایک طویل سیاسی اور معرکہ آرا زندگی کے تجربات تھے، اور مطالعہ و مشاہدہ کا نہایت قیمتی سرمایہ تھا اور طویل سیاسی زندگی کے تجربات اور مطالعات و مشاہدات نے مولانا کے افکار کا ایک نیا اور سائنٹفک سانچا تیار کر دیا تھا۔ مولانا چاہتے تھے کہ ملک کے سیاسی کارکنوں اور نوجوانوں کو اپنے تجربات، مشاہدات اور مطالعات سے بیش از بیش فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔

مولانا مرحوم کے پیش نظر خطبے کا یہ حصہ بہت اہم اور نہایت فکر انگیز ہے اس میں انھوں نے اپنے سیاسی فکر کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ اس خطبہ کو دیتے ہوئے نصف صدی گزر چکی ہے لیکن اس کے افکار کی تازگی

الولی حیدر آباد

آج بھی محسوس کی جاتی ہے

ہمارے لیے اس خطبے میں بہت سے درس اور بصیرتیں ہیں اور موجودہ دور کی تاریکی میں ہم مولانا سندھی کے فکر کی شمع سے کر اپنی راہ تلاش کر سکتے ہیں۔

(۲) مولانا عبیداللہ سندھی کے سیاسی مکتوبات: (ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی کے نام)

مرتب: پروفیسر محمد اسلم، صفحات: ۹۱، اشاعت اول: مطبع: مطبع عالیہ لاہور،

ناشر: ندوۃ المصنفین، سمن آباد لاہور۔

محمد اقبال سیالکوٹ کے رہنے والے انجمن خدام کعبہ کے رکن (شیدائی کعبہ) تھے ہجرت کر کے کابل گئے تو مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم سے ان کی ملاقات ہوئی پھر ہمیشہ کے لیے مولانا سندھی سے رشتہ عقیدت و اخلاص قائم کر لیا اور مولانا سندھی کی تحریک سیاسی سے متفق ہو گئے۔ مولانا سندھی مرحوم نے ۱۹۲۲ء میں کابل سے ماسکو کا سفر کیا تو یہ مولانا کے ہمراہ تھے۔ بعد میں ترکی گئے اور پھر وہاں سے اٹلی چلے گئے ان کی زندگی کا بیشتر حصہ اٹلی میں گزرا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ کئی بار پاکستان آئے۔ ۱۹۶۵ء میں وہ مستقل طور پر پاکستان آ گئے تھے۔ لاہور میں قیام تھا وہیں ۱۳ر جنوری ۱۹۷۴ء کو انتقال ہوا۔

مولانا سندھی سے ان کے تعلقات کی یادگار یہ اڑتیس خطوط کا مجموعہ ہے جو پروفیسر محمد اسلم (صدر شعبۂ تاریخ، پنجاب یونی ورسٹی لاہور) نے مرتب کر کے چھاپ دیا۔ اس مجموعے کا پہلا خط ۱۰ مارچ ۱۹۲۳ء کا ہے جو مولانا نے ماسکو سے لکھا تھا۔ اور آخری خط ۱۹۳۶ء کا ہے جو انھوں نے مکہ مکرمہ سے لکھا تھا۔ ۱۹۳۹ء کے شروع میں مولانا لوٹ آئے تھے اس کے بعد کا کوئی خط یادگار نہیں ہے۔

مولانا سندھی کے یہ خطوط ماسکو، ترکی وغیرہ میں ہندوستان کی آزادی کی انقلابی تحریک، مہاجر انقلابی نوجوانوں کے حالات، مولانا سندھی کے سیاسی افکار، مشاہدات، تاثرات اور بہت سے نہایت اہم سیاسی واقعات سے لبریز ہیں۔

(۳) آپ بیتی: از ظفر حسن ایبک

حصہ اول، صفحات: ۲۶۷، اشاعت اول ۱۳۸۴ھ (۱۹۶۵ء)، مطبع: اشرف پریس لاہور

ناشر: منصور بک ہاؤس، لاہور

حصہ دوم؛ صفحات : ۱۷۱، اشاعت اول: ۱۹۶۵ء مطبع : منصور ایجوکیشنل پریس ۔ لاہور،
ناشر: منصور بک ہاؤس ۔ لاہور ۔

حصہ سوم؛ صفحات: ۲۲۲ ۔ اشاعت اول: ۱۹۷۳ء ۔ مطبع : شاہین پرنٹنگ پریس ۔ سرگودھا،
ناشر: یوسف صادق کتاب گھر ۔ سرگودھا،

یہ کتاب مولانا عبیداللہ سندھی پر نہیں ہے لیکن کابل، ماسکو اور ترکی میں مولانا سندھی کی مصروفیات اور کارگزاریوں کے بارے میں یہ ایک مستند دستاویز ہے۔ ظفر حسن کا تعلق ۱۹۱۵ء میں لاہور سے افغانستان کو ہجرت کرنے والے طلبہ کی جماعت سے تھا۔ کابل میں مولانا سندھی کے تحریک کا رہن گئے اور کابل، ماسکو اور ترکی میں نہایت وفاداری سے مولانا کا ساتھ دیا۔ ظفر حسن نے ترکی شہریت اختیار کر لی تھی اور فوج میں ملازم ہو گئے تھے۔ کابل، ماسکو اور ترکی میں اپنی مصروفیات اور کارگزاریوں کے بارے میں مولانا نے خود جو کچھ لکھا ہے، اس کے بعد ظفر حسن کی یہ آپ بیتی اس موضوع پر مستند ترین ماخذ ہے

طبقات : از شاہ اسمٰعیل شہید

اردو ترجمہ ؛ مولانا عبیداللہ سندھی، کاتب: شیخ ابوسعید ابن عبدالرحمن عبدالمجید
سال کتابت املا : جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ستمبر ۱۹۳۵ء، سال نقل: دسمبر ۱۹۷۶ء
صفحات: ۱۵۱، (فل سکیپ سائز)

طبقات کا ترجمہ مولانا عبیداللہ سندھی نے قیام حجاز کے زمانہ میں مکہ معظمہ میں املا کروایا تھا اس نسخے شیخ ابوسعید نے دسمبر ۱۹۲۶ء میں ایک نقل تیار کی یہ نقل علامہ محمد صدیق ولی اللّٰہی بھاول پوری کے پاس تھی۔ ان کی عنایت سے اس کا ایک فوٹو اسٹیٹ خاکسار کو حاصل ہو گیا۔

فن معرفت کے مبادی و مقدمات کی تعلیم و تشریح میں حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی یہ لاجواب تصنیف ہے۔ اس کے مقصد تصنیف کے بارے میں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " اس کتاب کے لکھنے سے ہمارا مقصد نہیں کہ معرفت کے تمام مباحث پورے لکھ دیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ مبتدی طالب علموں کے لیے ریاضت کا سامان بہم پہنچائیں فن سلوک کے مبادی کو وہ سمجھ لیں تاکہ اس فن کی کتابوں میں وہ آسانی سے خوض کر سکیں گے گویا یہ رسالہ الکلم کا برزخ ہے۔" اس ترجمہ کا کچھ حصہ ماہنامہ الولی حیدرآباد کے نومبر ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء کے شماروں میں چھپ چکا ہے